ĪQĀN -Vol: 04, Issue: 01, Dec-2021
DOI.10.36755/iqan141.2021,PP: 1-13

OPEN ACCESS
Name
3336-2617pISSN:
3700-2617eISSN:
www.iqan.com.pk

منتخب قرآنی اردو تراجم میں انتخاب الفاظ کی ترجیح کا تقابلی مطالعہ

A comparative study of the preference of selected words in Urdu Qur'anic

* ***Dr. Malik Kamran*** <*malik.kamran@ais.uol.edu.pk*>
Assistant Professor, Department of Islamic studies, The University of Lahore
** ***Bushra Nosheen***
PhD Scholar,Department of Islamic studies, University of Engineering and technology, Lahore

Version of Record
Received: 30-Sep-21; **Accepted** :01-Nov-21; **Online/Print**: 31-Dec-21

ABSTRACT
As urdu translations are personal struggles of different scholars, so each translator has chosen Urdu words in his own way. And because of different mindsets and preferences of every translator, we find different Urdu words and phrases for one particular word of the Qur'an . They have written according to their intellect, so every translation seems different. These words seem to determine the divine meaning and the understanding of the Qur'an. The following is a comparative study of the Qur'anic translations of the Indian subcontinent, in which the selection of Urdu words is examined in the light of hadiths, relics, lexicons and sayings of commentators, giving preference to words closer to the divine purpose. And for this, representative translations of well-known sects of the subcontinent have been selected, including Kunzalaiman, Ahsan al-Bayyan and Ma'arif al-Quran. It contains selected verses from Surah Al-Baqarah, Al-Imran, Al-Nisa 'and Al-Ma'ida for commentary on translations.

Keywords*: Qur'an , hadiths ,scholars, mindsets, determine, representative*

cc BY

برصغیر میں کثیر الجہتی اقوام میں باہمی رابطہ کا واحد ذریعہ چونکہ اردو تھا اور انسویں صدی میں اردو زبان عروج پر تھی اس مدت میں قرآن کے بہت سے تراجم کئے گئے اور برصغیر میں ہر مسلک کے علماء نے قرآن کے ترجمہ کی سعادت حاصل کی۔ قرآن کے الفاظ کا ترجمہ خواہ کسی بھی زبان میں ہو اسے بعینہٖ مقصود الٰہی نہیں کہا جاسکتا تاہم الفاظ کے چناؤ کو مراد الٰہی کے اقرب جانا جاسکتا ہے۔ اردو میں کئے گئے تراجم چونکہ مختلف علماء کی کاوش ہے تو ہر مترجم نے اردو کے الفاظ کو اپنے اپنے انداز سے منتخب کیا۔ اور مختلف اذہان ورجحانات کی وجہ سے قرآن کے ایک ہی لفظ کے لیے مختلف اردو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں اردو تراجم میں ایک ہی لفظ یا عبارت کے مختلف الفاظ ملتے ہیں جو ہر مترجم نے اپنے علمی رجحان واستعداد کے مطابق لکھ دیئے ہوتے ہیں، لہٰذا ان الفاظ کے انتخاب میں ہر مترجم قرآن میں تنوع محسوس ہوتا ہے۔ یہی الفاظ مراد الٰہی اور مفہوم القرآن کا تعین کرتے نظر آتے ہیں۔ زیر نظر تحریر میں برصغیر پاک و ہند کے معرف قرآنی تراجم کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے جن میں اردو الفاظ کے انتخابات کو احادیث وآثار، لغت اور اقوال مفسرین کی روشنی میں جانچتے اور پرکھتے ہوئے مقصود الٰہی کے قریب تر الفاظ کو ترجیح دی گئی ہے اور اسکے لیے برصغیر کے معروف مسالک کے نمائندہ تراجم کا انتخاب کیا گیا ہے جس میں کنزالایمان از احمد رضا خان بریلوی، ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی ملحق تفسیر احسن البیان اور ترجمہ مولانا محمود الحسن ملحق تفسیر معارف القرآن شامل ہیں۔ اس میں تراجم پر تبصرہ کے لیے سورہ بقرہ، آل عمران، النساء اور المائدہ کی منتخب آیات کو سامنے رکھا گیا ہے اور انھیں سے آیات میں قرآنی الفاظ کے معانی و مفہوم کو اردو کے قالب میں ڈھلے الفاظ کا مقصود الٰہی کے قریب تر کی نشاندہی کی گئی ہے۔

"وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ" کا ترجمہ:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيد"[1]

کنزالایمان:

"اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور تمہیں ملے تو نہ لوگے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پروانہ سراہا گیا ہے"[2]

احسن البیان:

"اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لئے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا، جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے"[3]

---

[1] البقرۃ: 267

[2] احمد رضا خان بریلوی، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن (لاہور: ضیاء پبلیکیشنز، س ن)، 55

[3] جوناگڑھی، ترجمۃ القرآن ملحق تفسیر احسن البیان (لاہور: مکتبہ دار السلام، 1418ھ)، 152

معارف القرآن:

''اے ایمان والو! خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور اس چیز میں سے کہ جو ہم نے پیدا کیا تمہارے واسطے زمین سے اور قصد نہ کرو گندی چیزوں کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو حالانکہ تم اس کو کبھی نہ لوگے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا''[1]

مذکورہ آیت میں صاحب کنزالایمان نے 'ولا تیمموا الخبیث' کا ترجمہ 'خاص ناقص کا ارادہ' کیا، جبکہ احسن البیان میں 'بری چیزوں کے خرچ کا قصد نہ کرو' اور معارف القرآن میں 'قصد نہ کرو گندی چیز کا' کیا گیا ہے۔امام ابن کثیرؒ اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"نزلت في الأنصار، كانت الأنصار إذا كان أيام جذاذ النخل،أخرجت من حيطانها أقناء البسر، فعلقوه على حبل بين الأسطوانتين في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فيأكل فقراء المهاجرين منه، فيعمد الرجل منهم إلى الحشف، فيدخله مع أقناء البسر،يظن أن ذلك جائز، فأنزل الله فيمن فعل ذلك: ﴿ولا تيمموا الخبيث منهُ تنفقون"[2]

''یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ اپنے کھجوروں کے درختوں کے خشک گچھے مسجد نبوی ﷺ کے دو سطونوں کے درمیان لٹکا دیتے اور مہاجرین فقراء اسے کھاتے رہتے تھے۔ان میں ایک شخص نے ردی کھجوریں ان گچھوں میں داخل کر دیں اور وہ اسے جائز سمجھا تھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔﴿ولا تیمموا الخبیث منهُ تنفقون﴾''

علامہ زمخشریؒ لکھتے ہیں:

"ولا تيمموا الخبيث ولا تقصدوا المال الردي"[3]

''خبیث کا ارادہ نہ کرنے سے مراد ردی چیز کا ارادہ نہ کرو''

مذکورہ بالا شان نزول اور آیت کے سیاق کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں طیب کے مقابلے میں ردی اور ناقص چیز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے مراد گندی اور بری چیز، نہیں جیسا کہ احسن البیان اور معارف القرآن میں درج ہے۔ بلکہ اس سے مراد 'ناقص' چیز ہے۔جو کہ صاحب کنز الایمان نے درج کیا ہے اور یہی مقصود الٰہی کے قریب تر معلوم پڑتا ہے۔

القیّوم کا معنیٰ:

"اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ"[4]

1محمود الحسن، ترجمۃ القرآن ملحق تفسیر معارف القرآن (کراچی: ادارہ معارف، 1422ھ)، 635

2اسمٰعیل بن عمر، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (الریاض: دار الطیبہ للنشر والتوزیع، 1992ء)، 1: 343

3ابو القاسم محمد بن عمرو، الزمخشری، الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، (بیروت: داراحیاء التراث العربی)، تحت آیت البقرۃ: 267

4آل عمران: 2

کنزالایمان:

''اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اور ونکا قائم رکھنے والا''[1]

احسن البیان:

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا نگہبان ہے''[2]

معارف القرآن:

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا''[3]

مذکورہ آیت میں صاحب کنزالایمان نے القیوم کا معنیٰ قائم رکھنے والا جبکہ احسن البیان میں نگہبان اور اسی طرح معارف القرآن میں تھامنے والا کیا گیا ہے۔ عربی لغت میں قیوم مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس کا مطلب ہے نگران، محافظ یا قائم رہنے والا۔ ابن عطیہؒ لکھتے ہیں:

> ''القیوم، فیعول، کے وزن پر ہے، عمر بن خطاب، عبد اللہ بن مسعود اور علقمہ بن قیس القیام روایت کرتے ہیں جو فیعال کے وزن پر ہے اور اسی طرح علقمہ سے القیم کا لفظ بھی روایت کیا گیا ہے جو کہ فیعل کے وزن پر ہے۔ یہ سب الفاظ اس کے لئے بولے جاتے ہیں جو دوسرے کو قائم کرنے والا ہے''[4]

صاحب کنزالایمان 'قائم رکھنے والا' اور احسن البیان میں نگہبان لغت کے عین مطابق معنیٰ کیا گیا ہے۔

"وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ" کا مفہوم:

"إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ"[5]

کنزالایمان:

''وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں انہیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی''[6]

احسن البیان:

''جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں اور ناحق نبیوں کو قتل کر ڈالتے ہیں اور جو لوگ عدل وانصاف کی بات کہیں انہیں

---

[1] احمد رضا خان بریلوی، کنزالایمان، 60
[2] جوناگڑھی، ترجمۃ القرآن ملحق تفسیر احسن البیان، 162
[3] محمود الحسن، ترجمہ ملحق تفسیر معارف القرآن، 13
[4] عبد الحق بن غالب بن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1415ھ)، 3:7
[5] آل عمران: 21
[6] احمد رضا خان بریلوی، کنزالایمان، 63

بھی قتل کر ڈالتے ہیں، تو اے نبی! انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے"[1]

معارف القرآن:

"جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کرنے کا لوگوں میں سے خوش خبری سنادے ان کو عذاب دردناک کی"[2]

مذکورہ بالا آیت میں ویقتلون النبیین بغیر الحق 'کا ترجمہ صاحب کنزالایمان نے 'پیغمبروں کو ناحق شہید' کیا ہے اور احسن البیان میں 'ناحق نبیوں کو قتل کر ڈالتے ہیں' مرقوم ہے جبکہ معارف القرآن میں 'اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق' کیا گیا ہے۔ شہادت ایک ایسا مرتبہ ہے جو ناحق قتل ہونے کا نتیجہ ہے اور شہید کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے کہ جو حق کے راستے پر چلتے ہوئے مارا جائے یعنی ناحق مارا جائے۔ للذا مذکورہ عبارت کا ترجمہ یا تو 'ناحق قتل کرنا' کیا جائے جیسا کہ احسن البیان اور معارف القرآن میں مرقوم ہے۔ یا فقط 'شہید' کا لفظ ہی اس کے لئے کافی ہے۔

"لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ" کا ترجمہ:

"وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا"[3]

کنزالایمان:

"اور اے محبوب اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں دھوکا دے دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے"[4]

احسن البیان:

"اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحم تجھ پر نہ ہوتا تو ان کی ایک جماعت نے تو تجھے بہکانے کا قصد کر ہی لیا تھا مگر دراصل یہ اپنے آپ کو ہی گمراہ کرتے ہیں یہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب و حکمت اتاری اور تجھے وہ سکھایا جسے تو نہیں جانتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے"[5]

معارف القرآن:

"اور اگر نہ ہوتا تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تو قصد کر ہی چکی تھی ان میں ایک جماعت کہ تجھ کو بہکا دیں اور بہکا نہیں سکتے مگر

---

[1] جوناگڑھی، ترجمۃ القرآن ملحق تفسیر احسن البیان، 167
[2] محمود الحسن، ترجمہ ملحق تفسیر معارف القرآن، 40
[3] النساء: 113
[4] احمد رضا خان بریلوی، کنزالایمان، 117
[5] جوناگڑھی، ترجمۃ القرآن ملحق تفسیر احسن البیان، 264

اپنے آپ کو اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ نے اتاری تجھ پر کتاب اور حکمت اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے"[1]

مذکورہ بالا آیت میں کنزالایمان نے 'لھمت طائفۃ' کا ترجمہ 'کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں' کیا ہے اور معارف القرآن میں اس کا ترجمہ 'قصد کر ہی چکی تھی ایک جماعت' کیا گیا ہے جبکہ احسن البیان میں 'ایک جماعت نے تجھے بہکانے کا قصد کر ہی لیا' مرقوم ہے۔ لھمت ماضی کا صیغہ اور اس کا ترجمہ بھی ماضی میں ہونا چاہیے تھا۔ جیسا کہ معارف القرآن اور احسن البیان میں رقم ہے۔

"إِلَى الْمَرَافِقِ" کا مفہوم:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ"[2]

کنزالایمان:

"اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو"[3]

احسن البیان:

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لو اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو۔ ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کر لو۔ اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو"[4]

معارف القرآن:

"اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز کو تو دھو لو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو اور پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک رہو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم میں سے آیا ہے جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے"[5]

---

[1] محمود الحسن، ترجمہ ملحق تفسیر معارف القرآن، 535
[2] المائدہ: 6
[3] احمد رضا خان بریلوی، کنزالایمان، 130
[4] جوناگڑھی، ترجمۃ القرآن ملحق تفسیر احسن البیان، 290
[5] محمود الحسن، ترجمہ ملحق تفسیر معارف القرآن، 64

صاحب کنزالایمان نے 'إلى المرافق' کا ترجمہ 'کہینوں تک' کیا ہے اور احسن البیان میں 'کہنیوں سمیت' اسی طرح معارف القرآن میں کہنیوں تک' کے الفاظ ہیں۔ اسی طرح إلى الكعبين کا ترجمہ بالترتیب 'گٹوں تک، ٹخنوں سمیت، اور ٹخنوں تک' ہے۔ ان ترجموں کے الفاظ میں فرق کی وجہ سے بظاہر مسئلہ میں فرق دکھائی دیتا ہے جیسے احسن البیان میں کہنیوں سمیت کا ترجمہ سے پتہ چلتا ہے کہ کہنیاں بھی اس میں شامل ہیں۔ جبکہ کنزالایمان اور معارف القرآن میں 'کہنیوں تک' کا ترجمہ مبہم ہے اور اس سے معلوم نہیں ہو پا رہا کہ ترجمہ کرنے والے کی مراد میں کہنیاں شامل ہیں یا نہیں۔ صرف 'الی' کا اردو ترجمہ اگر غایت کے بغیر کیا جائے تو صرف 'تک' کر دینا کافی ہے جبکہ غایۃ کے ساتھ 'سمیت' وغیرہ کا لاحقہ وسابقہ لگانا مقصود کو واضح کر دیتا ہے۔ فرماتے ہیں:

جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

" وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا "[1]

فقہی مسئلہ میں یہ بات معلوم ہے کہ کہنیوں کو دھونا وضو میں شامل ہے لہٰذا احسن البیان میں 'کہنیوں سمیت' کے اور ٹخنوں سمیت' کے الفاظ 'الیٰ' کے مفہوم کو صحیح طور پر ظاہر کر رہے ہیں۔

"وَعَزَّرْتُمُوهُمْ" کا ترجمہ:

"وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ"[2]

کنزالایمان:

"اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں"[3]

احسن البیان:

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں کو مانتے رہو گے اور ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ کو بہترین قرض دیتے رہو گے تو یقیناً میں تمہاری برائیاں تم سے دور رکھوں گا۔ اور تمہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں"[4]

معارف القرآن:

اور کہا اللہ نے میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم قائم رکھو گے نماز اور دیتے رہو گے زکوۃ اور یقین لاؤ گے میرے رسولوں پر اور مدد کرو گے ان کی اور قرض دو گے اللہ کو اچھی طرح کا قرض تو البتہ دور کر دوں گا میں تم سے گناہ تمہارے اور داخل کر دوں گا تم کو

---

[1] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 27:2

[2] المائدہ: 12

[3] احمد رضا خان بریلوی، کنزالایمان، 132

[4] جوناگڑھی، ترجمۃ القرآن ملحق تفسیر احسن البیان، 393

باغوں میں کہ جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں"[1]

'وعزرتموھم' کا ترجمہ صاحب کنزالایمان نے 'اور ان کی تعظیم کرو' کیا ہے جب کہ احسن البیان میں 'اور ان کی مدد کرتے رہو گے' اور معارف القرآن میں 'اور مدد کرو گے ان کی' مرقوم ہے۔علامہ زمخشریؒ لکھتے ہیں:

"﴿عزرتموهم﴾ نصرتموهم من أيدي العدو ومنه التعزير وهو التنكيل والمنع من معادلة الفساد يقال عزرت الرجل إذا حطته وكنفته والتأزير من التعزير واد واحد ومنه:لأنصرنك نصرا مؤزراً أي قوياً"[2]

''عزرتوھم' یعنی ان کی مدد کرو گے دشمنوں کے خلاف۔اور اسی سے تعزیر ہے یعنی فساد اور دشمنی سے روکنا کہا جاتا ہے عزرت الرجل إذا حطته وكنفته 'میں نے آدمی کی مدد کی جب اسے ڈھانپ لیا گیا اور گھیرا ڈال لیا گیا۔تعزیر اور التازیر ایک ہی معنی میں ہیں۔اسی سے ہے لأنصرنك نصرا مؤزرا میں ضرور ضرور تمہاری مدد کروں گا یعنی قوت والی مدد''

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"﴿عزرتموهم﴾ أي نصرتموهم و آزرتموهم على الحق"[3]

''یعنی تم ان کی مدد کرو گے اور حق پر ان کا ساتھ دوں گے''

امام حقی لکھتے ہیں:

"عزرتموهم﴾ أي نصرتموهم وقويتموهم أصله الذب وهو المنع والدفع ومنه التعزير ومن نصر انسانا فقد ذب عند عدوه يقال عزرت فلانا أي فعلت به ما يردوه عن القبيح ويمنعه عنه"[4]

''عزرتموھم یعنی تم ان کو مدد پہنچاؤ اور تقویت دو۔اصل میں یہ کسی چیز کا اڑانا ہے اور وہ ہے منع کرنا اور دفاع کرنا اسی سے تعزیر جو کسی انسان کی مدد کرے گویا وہ اس کے دشمن سے اس پر وبال ختم کر رہا ہے۔تو کہا جاتا ہے عزرت فلانا کہ میں نے اس کے قبیح ارادے سے اسے روک دیا"

احسن البیان اور معارف القرآن میں 'عزرتموھم' کا ترجمہ مدد کرنا۔مذکورہ بالا تفاسیر کی روشنی میں بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔

"وَنَسُوا حَظًّا" کا مفہوم:

"وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ"[5]

---

[1] محمود الحسن، ترجمہ ملحق تفسیر معارف القرآن، 73

[2] الزمخشری، الکشاف، 2:9

[3] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 2:37

[4] اسمٰعیل حقی بن مصطفی، روح البیان (بیروت: دار الفکر، س ن)، 3:208

[5] المائدہ: 13

کنزالایمان:

"اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں"[1]

احسن البیان:

"اور جو کچھ نصیحت انہیں کی گئی تھی اس کا بہت بڑا حصہ بھلا بیٹھے"[2]

معارف القرآن:

"اور بھول گئے نفع اٹھانا اس نصیحت سے جو ان کو کی گئی تھی"[3]

مذکورہ بالا آیت میں پہلے دو ترجموں میں نصیحت کے بڑے حصے کو بھول جانا لکھا گیا ہے۔ جبکہ معارف القرآن میں اس کا ترجمہ 'نصیحت سے نفع اٹھانا' درج ہے۔ اور ان دو قسم کے ترجموں میں الفاظ کی وجہ سے جو معانی میں فرق آتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر نصیحت کو بھول جانا مراد لیا جائے تو اس کا مطلب ہو گا جو انہیں نصیحت کی شکل میں احکام ملے تھے وہ لوگ ان احکام کو بھول چکے تھے۔ اور یہ بات مفسرین کے ترجمہ سے معلوم ہے۔ جیسا کہ امام سیوطیؒ نے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ:

"اس سے مراد ان کی کتاب ہے"[4]

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"و نسوا حظا مما ذكِّروا به﴾ أي فسدت قلوبهم وقسطت وصار من سجيتهم تحريف القلم عن مواضعه وتركوا الأعمال التي أمروا به"[5]

"یعنی ان کے دل ان کے اپنے ہاتھوں کی بعض جگہ تحریف پر سخت ہو گئے ہیں کہ وہ ان کی اصلاح کریں۔ اور جو انہیں حکم کیا گیا تھا ان کی اعمال کی اصلاح کریں"

اس سے معلوم ہوا کہ بھول جانے والی شے کتاب تھی جو کہ محرف ہو چکی تھی اور یہاں مراد ایک تحریف شدہ تحریر پر راضی ہونا ہے اور ان احکام کو نہ اپنانا ہے جو اللہ نے انہیں دیے تھے۔ جبکہ معارف القرآن کے ترجمہ کے مطابق 'نصیحت سے نفع اٹھانا' میں لازم آئے گا کہ پہلے نصیحت یعنی کتاب کو محرف نہ مانا جائے تبھی تو فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اگر وہ محرف مان لی جائے تو اس سے فائدہ اٹھانے کی بات غیر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ لہذا اول الذکر دونوں ترجمے مفسرین کے سمجھے گئے مفہوم کو ضمن میں لیے ہوئے ہیں۔ اور اقرب الی المعنیٰ ہیں۔

---

[1] احمد رضا خان بریلوی، کنزالایمان، 132
[2] جوناگڑھی، ترجمۃ القرآن ملحق تفسیر احسن البیان، 293
[3] محمود الحسن، ترجمہ ملحق تفسیر معارف القرآن، 80
[4] عبدالرحمان بن ابی بکر، السیوطی، درالمنثور (بیروت: دار الفکر، س ن)، 64:5
[5] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 38:2

"الْوَسِيلَةَ" کا ترجمہ:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"[1]

کنز الایمان:

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ"[2]

احسن البیان:

"مسلمانو! اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو"[3]

معارف القرآن:

"اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تمہارا بھلا ہو"[4]

مذکورہ بالا آیت میں صاحب کنز الایمان اور معارف القرآن نے الوسیلہ کا ترجمہ 'لفظی ترجمہ کرتے ہوئے وسیلہ ہی کیا ہے جبکہ احسن البیان میں اس کا ترجمہ 'قرب' کیا گیا ہے۔ عام طور پر وسیلہ کا مطلب ذریعہ لیا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ اس آیت میں وسیلہ کا معنٰی قربت سے کرتے ہیں:

"قال سفيان الثوري حدثنا أبي ، عن طلحة ، عن عطاء عن ابن عباس : أي القربة"[5]

ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"الوسيلة) القربة"[6]

علامہ زمخشریؒ لکھتے ہیں:

"الوسيلة كل ما يتوسل به أي يتقرب من قرابة أو صنيعة أو غير ذلك فاستعيرت لما يتوسل به أرى إلى الله تعالىٰ من فعل الطاعات وترك المعاصي"[7]

"وسیلہ مقصود تک پہنچنے کے ذریعہ کو کہتے ہیں یعنی قربت حاصل کرنے کے لئے ذریعہ اپنانا۔ اسی سے استعارہ کے طور پر یہاں مراد لیا گیا ہے کہ اللہ تعالٰی کی اطاعت اور گناہوں کے ترک کے فعل کو ذریعہ بنایا جائے"

امام آلوسیؒ لکھتے ہیں:

"(الوسيلة) هي فعيلة بمعنى ما يتوسل به ويتقرب إلى الله عزوجل من فعل الطاعات وترك المعاصي من وسل إلى

---

[1] المائدہ: 35

[2] احمد رضا خان بریلوی، کنز الایمان، 137

[3] جوناگڑھی، ترجمۃ القرآن ملحق تفسیر احسن البیان، 302

[4] محمود الحسن، ترجمہ ملحق تفسیر معارف القرآن، 124

[5] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 2:60

[6] السیوطی، در المنثور، 2:280

[7] الزمخشری، الکشاف، 2:23

كذا أي تقرب إليه بشئ"[1]

"وسیلہ۔ فعیلۃ کے وزن پر ہے یعنی جس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے اور وہ معاصی کے ترک اور اطاعت کا فعل ہے۔ یعنی کسی چیز کے ذریعے تقرب حاصل کرنا"

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

"فكان المراد طلب الوسيلة إليه في تحصيل مرضاته وذلك بالعبادات والطاعات"[2]

"اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے سے مراد عبادت اور فرمانبرداری کے ذریعے اس کی رضا کو حاصل کرنا ہے"

وسیلہ کا حقیقی معنیٰ تو ذریعہ ہے جیسا کہ مفسرین کی تشریح میں گزر چکا ہے اور وہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ جبکہ ان ذرائع کو استعمال کرنے سے جو حاصل ہونے والا ہے وہ اللہ کا قرب ہے۔ ابن عباس کا وسیلہ کو قربت کہنا اس کے نتیجہ کو بتانا تھا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ مسبّب بغیر اسباب کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا یہاں وسیلہ کا ترجمہ لفظی طور پر وسیلہ ہی کرنا بہتر ہے جس سے مراد ذریعہ قربت ہو جیسا کہ صاحب کنز الایمان اور معارف القرآن نے کیا ہے۔

"الْأَنْصَابُ" کا ترجمہ:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُون"[3]

کنزالایمان:

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ"[4]

احسن البیان:

"اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں۔ ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو"[5]

معارف القرآن:

"اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے سب گندے کام ہیں شیطان کے سو۔ ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ"[6]

مذکورہ بالا آیت میں 'الانصاب' کا ترجمہ صاحب کنز الایمان نے 'بت' احسن البیان میں 'تھان' اور معارف القرآن میں 'بت' کیا گیا ہے۔ بت کا مطلب تو واضح ہے جبکہ تھان کسی مقام کو کہتے ہیں اس طرح یہ دو ترجموں میں کافی فرق آ جائے گا۔ تھان سے مراد وہ تمام جگہیں ہیں جہاں پر مشرکین چڑھاوے یا نذریں دیا

1 شہاب الدین سید محمود آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1415ھ)، 2: 124
2

3 المائدہ: 90
4 احمد رضا خان بریلوی، کنز الایمان، 148
5 جوناگڑھی، ترجمہ قرآن ملحق تفسیر احسن البیان، 323
6 محمود الحسن، ترجمہ ملحق تفسیر معارف القرآن، 224

کرتے تھے اور اس مقام پر بت وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"فقال ابن عباسؓ، ومجاهد وعطاء، وسعيد بن جبير والحسن وغيره هي حجارة كانوا يذبحون قرابينهم عندها"[1]

''ابن عباسؓ، مجاہد، عطاء، سعید بن جبیر اور حسنؒ وغیرہ کہتے ہیں: انصاب سے مراد وہ پتھر تھے جن کے پاس وہ اپنی قربانیاں ذبح کرتے تھے''

علامہ محمود آلوسیؒ لکھتے ہیں:

"الأنصاب﴾ وهي الأصنام المنصوبة للعبادة وفرق بعضهم بين الأنصاب والأصنام بأن الأنصاب حجارة لم تصور كانوا ينصبونها للعبادة ويذبحون عندها، والأصنام ما صور وعبد من دون الله عزوجل"[2]

''انصاب عبادت کے لئے نصب کئے گئے بت ہیں اصنام اور انصاب میں یہ فرق ہے کہ انصاب وہ پتھر ہیں جن کو شکل نہیں دی گئی اور وہ عبادت کے لئے نصب کر دیے گئے ہوتے ہیں اور ان کے قریب جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ جبکہ اصنام وہ ہیں جن کو باقاعدہ کوئی شکل وصورت سے تراشا ہوتا ہے۔ اور اللہ عزوجل کے علاوہ اس کی عبادت کی جاتی ہے''

ابن عطیہؒ لکھتے ہیں:

"﴿الأنصاب﴾ وهي حجارة يدنون عندها لفضل يعتقدون فيها"[3]

''انصاب سے مراد وہ پتھر ہیں کہ لوگ انہیں متبرک جانتے ہوئے ان کے پاس جانور ذبح کرتے ہیں''

سورۃ مائدہ کی دوسری آیت میں نصب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جو یوں ہے:

" حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّامَاذَكَّيْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ-ذٰلِكُمْ فِسْقٌ-اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ-اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا-فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ-فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"[4]

اس آیت میں لفظ نصب کی تشریح کرتے ہوئے علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں:

"كانت لهم حجارة منصوبة حول البيت يذبحون عليها ويشرحون اللحم عليها ويعظمونها بذلك ويتقربون به إليها تسمى الأنصاب"[5]

''ان لوگوں کے لئے کچھ پتھر نصب کئے ہوئے تھے۔ جن پر وہ اپنے جانور ذبح کرتے اور ان کا گوشت ان پر چڑھاتے اس کام کو وہ عظیم خیال کرتے تھے اور قربت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ ان پتھروں کو انصاب کہا گیا ہے''

مذکورہ بالا مفسرین کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ انصاب کا مطلب وہ پتھر تھے جنہیں باقاعدہ شکل وصورت نہیں دی گئی ہوتی تھی اور لوگ ان کی پوجا کرتے تھے

---

1. ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 2:104
2. آلوسی، روح المعانی، 3:15
3. ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 2:337
4. المائدہ: 3
5. الزمخشری، الکشاف، 1:500

اور اپنی نذر و نیاز کے چڑھاوے تقرب کی خاطر اس پر چڑھاتے تھے۔ للذا یہ بت کی ایک شکل تھی۔ اور اسے بت کہنا معنی کے قریب تر ہے۔ جبکہ تھان کا لفظ ایک بڑا مفہوم رکھتا ہے جس میں ضروری نہیں کوئی ایسی چیز ہو جس کی عبادت کی جاتی ہو۔ وہ کوئی ایسی جگہ بھی ہو سکتی ہے جسے لوگ متبرک سمجھ بیٹھے ہوں جبکہ نصب کے بارے میں تو اوپر اقوال گذر چکے ہیں کہ وہ پتھر ہیں جو عبادت کے لئے گاڑے گئے تھے۔ للذا صاحب کنز الایمان اور صاحب معارف القرآن کا ترجمہ بت کرنا زیادہ بہتر ہے۔

حاصل بحث:

پاک و ہند میں مختلف اردو قرآنی تراجم متداول ہیں اوران تراجم کے ذریعے قرآن کو کثیر تعداد میں پڑھا جاتا ہے۔ اردو دان طبقہ کا قرآن کے مدلول و مقصود کے سمجھنے کا یہی تراجم ایک ذریعہ ہیں اور عربی سے اردو میں تبدیل کرتے ہوئے الفاظ اور جملوں کا تنوع ایک لازمی امر ہوتا ہے۔ فصاحت و بلاغت، استعارہ اور استشہاد و مقصود الٰہی چونکہ یہ سب صنعتیں مترجم کے ترجمہ کرتے وقت پیش نظر ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ سب سے اہم مترجم کا علمی ذوق و اہمیت ہے کہ جس کے تناظر میں وہ ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ کا انتخاب کرتا ہے۔ لہٰذا بر صغیر میں کیے جانے والے اردو تراجم کا انہی پہلوؤں سے ایک دوسرے سے لفظی و معنوی تفاوت ہے کہ جس سے معانی و مسائل اور مقصود الٰہی کے تعین میں بہت فرق پڑ جاتا ہے۔ اگرچہ مترجمین نے پورے اخلاص سے قرآن کی اس عظیم خدمت کو سر انجام دیا اور پوری کوشش کی گئی کہ مراد الٰہی سے قریب تر الفاظ کا چناؤ کیا جائے تاہم بشری تقاضوں کے پیش نظر قرآن کا کسی اور زبان میں ترجمہ اسکی اصل عبارت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ بر صغیر کے معروف نمائندہ قرآنی تراجم میں کنز الایمان از احمد رضا خان بریلوی، ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی مرقوم در احسن البیان اور ترجمہ مولانا محمود الحسن مرقوم در معارف القرآن متداول و شائع ہیں۔ اردو زبان میں کیے گئے مذکورہ تراجم میں مترجمین نے اپنی اپنی بساط کے مطابق مراد الٰہی کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور ایسے الفاظ لائے ہیں جو ان کے تئیں موزوں تر تھے۔ مذکورہ تراجم کے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو زبان میں قرآنی ترجمہ کے لیے الفاظ کے چناؤ کی ابھی مزید گنجائش ہے۔

@ 2021 by the author، this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)